اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَھَا ھُزُوًاط اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ (لقمٰن:6)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

جیسے جذبات ویسے خیالات:۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ان میں سے دو نعمتیں خاص ہیں ۔ایک قلب اور ایک عقل یعنی دماغ۔قلب عشق کا برتن ہے اور عقل علم کا برتن ہے۔قلب جذبات کا گھر ہے اور عقل خیالات کا گھر ہے۔اچھے یا برے جذبات دل میں پیدا ہوتے ہیں اور اچھے یا برے خیالات دماغ میں پیدا ہوتے ہیں۔عام دستور یہ ہے کہ جیسے جذبات ہوں گے ویسے ہی خیالات ہوں گے۔اگر اللہ کی محبّت کا جذبہ دل میں موجود ہوگا تو خیالات میں بھی یکسوئی اور پاکیزگی ہوگی اور وہ تعمیری اور خیر خواہی والے ہوں گے، ہر وقت کی سوچ پاک ہوگی ، ہر وقت نیکی اور نیک لوگوں کے خیالات آئیں گے اور نیک اعمال کرنے کی تمنا دل میں پیدا ہوگی بلکہ نیک اعمال میں آگے بڑھنے کا ہر وقت شوق رہے گا اور اگر جذبات کے اندر دنیا کی محبّت غالب ہوگی تو خیالات بھی گندے ہوں گے،اسے شیطانی،شہوانی اور نفسانی سوچیں آئیں گی ۔پھر انسان کے اندر حرص بھی ہوگی،طمع بھی ہوگا، بدنظری بھی ہوگی اور شہوت بھی ہوگی اور انسان خود محسوس کرے گا کہ میری سوچ پاک نہیں ہے۔گویا اگر ایک آدمی کی سوچ اچھی ہو جائے تو کچھ عرصے کے بعد وہ اچھا انسان بن جائے گا اور اگر سوچ بری ہو جائے تو کچھ عرصہ کے بعد وہ برا انسان بن جائے گا۔اسی لئے جب کوئی نیک انسان برا بنتا ہے تو وہ ایک ہی دن میں برا نہیں بن جاتا

بلکہ اس کی سوچ ظاہر داری میں نیکی کے رنگ میں پہلے بری ہو چکی ہوتی ہے اور اس ظاہر داری میں اس کا وقت گزر رہا ہوتا ہے۔ مگر اندر کا انسان بدل چکا ہوتا ہے۔

دل کی مرکزی حیثیت:

قلب کو انسانی جسم میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اسی لئے نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا: اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ لَمُضْغَۃٌ اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدَ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔

بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جب وہ سنورتا ہے تو پورا انسان سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑتا ہے تو پورا انسان بگڑ جاتا ہے، جان لو کہ وہ (انسان کا) دل ہے]

عشق کا تعلّق انسان کے قلب کے ساتھ ہے۔ اسی لئے انبیائے کرام نے دنیا میں آ کر قلب کو ہی اپنی محنت کا میدان بنایا، کیونکہ اگر قلب سنور گیا تو شاخیں یعنی باقی اعضاء خود بخود سنور جائیں گے۔

عقل کی اہمیت:

عقل اور دماغ کے بارے میں انسان کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ ذرا مشکل سا موضوع ہے۔ چونکہ مجھے پڑھے لکھے لوگ نظر آ رہے ہیں اس لئے دل میں بات آ رہی ہے کہ میں ذرا اس عنوان کو کھولوں۔

حدیث پاک میں آیا ہے: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ (الزمر:21) اس میں عقل والوں کے لئے نصیحت کی باتیں ہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (القصص:60) کیا تم عقل نہیں رکھتے؟

ایک مرتبہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کہ قبر میں سوال پوچھنے کے لئے منکر نکیر آئیں گے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا وہاں عقل سلامت ہوگی یا نہیں؟ فرمایا، ہاں عقل سلامت ہوگی۔انہوں نے عرض کیا، پھر کچھ پروا نہیں ہے۔

عقل کیا چیز ہے؟

عقل کیا چیز ہے؟......عقل سوچنے کی ایک مشین ہے۔جیسے کمپیوٹر میں میتھ کو پروسیسر ہوتا ہے۔پروگرام میں کوئی بھی Equation ہو تو وہ اس کی طرف بھیج دی جاتی ہے اور وہ اس Equation کو حل کر کے واپس بھیج دیتا ہے۔اسی طرح اگر آپ دماغ کو کوئی خیال دے دیں تو وہ اس کے تانے بانے جوڑنا شروع کر دیتا ہے۔اس خیال پر پہرہ بٹھانا آپ کا کام ہے۔اسی طرح مؤمن اپنے دماغ کے اوپر دل کا پہرہ بٹھاتا ہے، جو اچھے خیالات ہوں ان کو دماغ میں جانے دیتا ہے اور جو برے ہوں ان کو جھٹک دیتا ہے۔

خیالات کا خودکار نظام:

اللہ تعالیٰ نے خیالات کا نظام کچھ ایسا بنایا ہے کہ یہ از خود انسان کے ذہن میں آتے رہتے ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے اور اس میں انسانیت کے لئے بہت فائدے ہیں۔مثال کے طور پر آپ گھر سے

سبزی لینے کے لئے چلے اور راستے میں آپ کو آپ کا پرانا دوست مل گیا، وہ سکول کے زمانے کا دوست تھا ،اب بیس سال کے بعد ملاقات ہوئی۔ آپ اس سے مل کر بہت خوش ہوئے اور باتیں کرنے لگے۔ اب ان باتوں کے دوران تھوڑے وقفے سے آپ کے ذہن میں یہ خیال آتا رہے گا کہ آپ کو سبزی لینی ہے، آپ کو سبزی لینی ہے۔ اگر وہ سبزی لینے کا خیال آپ کے ذہن سے نکل جاتا تو آپ گھنٹوں اس کے ساتھ بیٹھے رہتے، گپیں مارتے، چائے پیتے اور جب شام کو گھر جاتے تو تب پتہ چلتا کہ اوہو میں تو گھر سے سبزی لینے نکلا تھا اور میں نے کیا کر دیا۔ انسان کے فائدے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے یہ ایک خودکار نظام بنا دیا جس کی وجہ سے اس کا دماغ اسے بار بار سگنل دے رہا ہوتا ہے۔

جس طرح اچھے خیالات آتے ہیں اسی طرح برے خیالات بھی آتے رہتے ہیں۔ شریعتِ مطہّرہ نے ایک بہت ہی خوبصورت اصول بتا دیا کہ برے خیال کا آنا برا نہیں ہے کیونکہ اس پر پکڑ نہیں ہے بلکہ برے خیال کو خود ارادے کے ساتھ لانا، دل میں جمانا اور اس سے لطف اندوز ہونا برا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اچھے خیال کو ذہن میں لائیں اور برے خیال کو ذہن سے دور کریں۔ اب اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی چوراہے پر کھڑے کسی پولیس والے کی ہوتی ہے۔ کہیں سے ٹرک آ رہا ہوتا ہے...... کہیں سے کار آ رہی ہوتی ہے...... کہیں سے گدھا گاڑی آ رہی ہوتی ہے...... مگر وہ سب ٹریفک کو چلتا کرتا ہے اور وہ ہجوم نہیں لگنے دیتا۔ اس کا فرضِ منصبی یہی ہوتا ہے کہ کھڑے رہو اور اس شاہراہ کو آنے جانے والوں کے لئے کھلا رکھو۔ اگر ٹریفک جام ہو جائے تو اس پولیس والے کی وردی اتار لی جاتی ہے۔ مومن بندے کا دماغ بھی اسی طرح ایک چوراہے کی مانند ہے، اس میں بھی اچھے برے ہر طرح کے خیالات آتے ہیں۔ کبھی اچھے خیال کی بس آ گئی اور کبھی برے خیال کی گدھا گاڑی آ گئی۔ مومن کو چاہیے کہ جب برا خیال آئے تو اس کو ذہن سے نکال دے اور چلتا کرے، اگر اس کے ذہن میں برے خیالات کی ٹریفک

پھنس گئی تو اب اس کو پکڑیں گے کہ تو نے اپنا فرض پورا نہیں کیا۔

عقل کی جولانیاں:

عقل کی وجہ سے انسان کو دوسری مخلوقات میں امتیازی مقام حاصل ہے۔مثال کے طور پر......

(۱)...... یوں دیکھنے کو تو ہاتھی سب سے زیادہ طاقت ور ہے لیکن انسان عقل کے زور پر ہاتھی کو بھی اپنا ماتحت بنالیتا ہے۔

(۲)......شیر جرأت، شجاعت اور طاقت میں انسان سے بہت آگے ہے مگر عقل کی بنیاد پر انسان اس کو بھی لگام ڈال دیتا ہے۔

(۳) ...... اس عقل کو استعمال کر کے انسان نے ہوا میں اڑنا سیکھا ، ورنہ کہاں انسان اور کہاں پرواز۔ پرندہ تو ہوا میں اڑتے ہوئے ہلتا بھی ہے مگر جہاز ہلتا بھی نظر نہیں آتا۔جیسے کوئی چیز ہوا کے اندر تیر رہی ہوتی ہے اسی طرح ہوائی جہاز بھی چل رہا ہوتا ہے۔اگر کوئی بندہ جہاز میں بیٹھا ڈرائنگ بنا رہا ہو تو اس کو جھٹکا بھی محسوس نہیں ہوتا۔ یہ عقل کی جولانیاں ہیں۔

(۴)......اسی عقل کی وجہ سے انسان نے سمندر کی گہرائیوں کو ناپا۔جتنے زمین سے اوپر ہمیں عجائبات نظر آتے ہیں سائنسدانوں کی دریافت کے مطابق اس سے زیادہ عجائبات زمین کے نیچے ہیں۔اگر کسی کو سمندر میں جانے کا موقع ملے تو وہ دیکھ لے گا کہ وہاں تو دنیا ہی انوکھی ہے۔تو یہ عقل ہی ہے کہ جس نے انسان کو دنیا میں یہ سب مادی نعمتیں دیں...... یہ عقل دنیا کی ہر چیز کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (الجاثیہ:13) اور جو کچھ آسمان وزمین کے درمیان

ہے وہ ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دیا۔

کیا مطلب؟......مطلب یہ ہے کہ تمہیں اس کو سمجھنے کی صلاحیت عطا کر دی۔

(۵)......شیر جنگل کا بادشاہ ہے اور فقط گوشت کھاتا ہے، ہاتھی اتنا بڑا جانور ہے اور فقط سبزہ کھاتا ہے۔ شیر نے گوشت بھی کھایا تو آج تک اس نے کبھی بھون کر نہیں کھایا بلکہ کچا چبایا، اس کو نہ نمک کا پتہ ہے اور نہ مرچ کا پتہ ہے۔ اور حضرت انسان کو دیکھو کہ ماشاء اللہ گوشت بھی کھاتا ہے تو کیا کیا......جی یہ سیخ کباب ہیں......جی یہ تکے بنے ہوئے ہیں......جی یہ سوپ بنا ہوا ہے......جی یہ قیمہ بنا ہوا ہے......جی یہ سبزی میں گوشت ملایا ہوا ہے......جی ہم نے یہ پوری ران بھونی ہوئی ہے......جی یہ مندی ہے۔ واہ میرے مولا!......مندی بھی کیا چیز ہوتی ہے......!!!

افغانستان کے لوگ پورے جانور کو ذبح کرنے کے بعد اندر سے صفائی کر کے اس کو کھال کے اندر ڈال کر انگاروں کے اندر رکھ دیتے ہیں اور اس کو زمین کے اندر دبا دیتے ہیں یا تنور کے اندر رکھ دیتے ہیں۔ اللہ کی شان کہ نمک اور مرچ اس کے اندر تک رچ جاتی ہے اور یہ ایسے گلتا ہے کہ بندہ اس کو ہاتھ سے آرام سے توڑ کر کھا سکتا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ دعوت کی گئی تو میزبان نے ایک گائے ذبح کی اور کھال اتار کر اور اس کے پیٹ کی پوری صفائی کر کے اس کو اتنے بڑے Oven (چولہے) کے اندر ڈال دیا۔ وہ گائے اس کے اندر گھومتی رہی اور پکتی رہی۔ جب پوری گائے پک گئی تو اس کو اسی طرح لا کر انہوں نے سب کے سامنے لٹکا دیا۔ انہوں نے پیچھے سے آگے تک ایک موٹا سریا ڈالا اور اس سریے کے اوپر گائے کو لٹکا دیا تا کہ آدمی جا کر جہاں سے چاہے کاٹے اور کھائے۔ چنانچہ کوئی ران کا گوشت کاٹ کر لا رہا تھا اور کوئی شانے کا......اللہ تیری شان......پوری گائے کو اس طرح پکانا فقط انسان ہی کا کام ہے۔

(۶)......انسان کو عقل کی وجہ سے نئی نئی چیزیں سوجھتی رہتی ہیں۔ آخر انسان نے بارہ مصالحے بنا ہی

دیئے نا......کیا چٹنیاں......کیا کیچپ...... جی یہ اچار ہے۔شیر بے چارے کو اچار کا کیا پتہ۔اس نے تو کیا اس کے باپ نے بھی یہ نام نہیں سنا ہوگا۔

انسانی دماغ اور جدید سائنسی تحقیق:

آج کے زمانے میں سائنسی تحقیقات بہت زیادہ ہو چکی ہیں۔ڈاکٹروں نے انسان کے دماغ کو سمجھنے کے لئے دن رات ایک کر دیا ہے اور اس کی بہت ساری تفصیلات کو سمجھ لیا ہے۔چنانچہ آج میڈیکل کے اندر دماغ کے بارے میں اتنی بڑی تفصیلات پڑھاتے ہیں کہ پڑھنے والے تھک جاتے ہیں۔

میں آپ کو ذرا دماغ کی بناوٹ اور اس کے فنکشن کے بارے میں بتا دیتا ہوں تا کہ آپ کو بھی پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ کتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے۔

☆......ہمارے جسم کے سیل اور چیز ہیں اور دماغ کے سیل اور چیز ہیں ۔اگر جسم کا سیل Demage (خراب) ہو جائے تو اس میں اتنی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ خود بخود دوبارہ فعال بن جاتا ہے لیکن اگر دماغ کا سیل Demage (خراب) ہو جائے تو اس میں اتنی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ دوبارہ کام کر سکے، وہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

☆......جسم کے سیل کی غذا پروٹین ہے اور دماغ کے سیل کی غذا کاربوہائیڈریٹس ہیں

☆عورتیں بعض اوقات میٹھا انڈہ بنا لیتی ہیں۔جس طرح وہ نرم سی چیز بنتی ہے، اسی طرح دماغ کا سیل بھی اس سے ملتی جلتی چیز ہے۔اس کے اوپر ایک جھلی چڑھی ہوتی ہے جس میں سارے دماغ کے ان ذروں کو اکٹھا رکھا ہوتا ہے۔اگر وہ جھلی نہ ہو تو یہ سب جدا جدا ہو جائیں۔یہ اربوں اور کھربوں چھوٹے چھوٹے ذرات ہوتے ہیں جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔

☆......انسان کے سر کی کھوپڑی میں دماغ کی بہت ہی زیادہ تہیں ہیں۔اس کی لمبائی کو لمبا کرنے کے

لئے جیسے صف لپیٹتے ہیں تو لمبی ساری صف تھوڑی سی جگہ پر آجاتی ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے انسانی Memory میموری (یادداشت) کو بڑا کرنے کے لئے اور Space سپیس (جگہ) زیادہ دینے کے لئے اس کی تہہ در تہہ بنادی ہے اور اس دماغ کو سر کی چھوٹی سی جگہ میں سما دیا ہے۔ چونکہ سوچنے کے لئے اور یادداشت کے لئے بڑی سطح کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اگر یوں ہی ایک سطح ہوتی تو میرا خیال ہے کہ انسان کا سر ہی کہیں مٹکے سے بھی بڑا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہ اس کہ تہیں بنا دیں۔ یعنی ایک تہہ جاتی ہے اور پھر ایک تہہ آتی ہے، پھر ایک تہہ جاتی ہے اور ایک تہہ آتی ہے۔ گویا ایریا بڑھانے کے لئے انسان کے دماغ کو اللہ تعالیٰ نے تہہ در تہہ بنا دیا۔

☆......اب تو انسان کے دماغ کے حصے معلوم کر لئے گئے کہ کس حصے کا تعلّق کس عضو کے ساتھ ہے۔ مثال کے طور پر انسان کی یادداشت کا تعلّق انسان کے دماغ کے پچھلے حصے سے ہے۔ اس لئے اگر سر کے پچھلے حصے پر چوٹ لگے یا کوئی زور سے تھپّڑ لگا دے یا ڈنڈا مار دے تو بعض لوگوں کی بینائی زائل ہو جاتی ہے، حالانکہ آنکھ ٹھیک ہوتی ہے مگر دیکھ نہیں سکتی۔

☆......ہمارا جو لیفٹ سائیڈ کا کنٹرول ہے اس کا تعلّق دماغ کی رائٹ سائیڈ سے ہے اور جو رائٹ سائیڈ کا کنٹرول ہے اس کا تعلّق دماغ کی لیفٹ سائیڈ سے ہے......اللہ کی شان......جس کو دائیں طرف فالج ہوتا ہے اس کے دماغ کی بائیں طرف میں خرابی ہوتی ہے اور جس کے بائیں طرف فالج ہوا ہو اس کے دماغ کی دائیں طرف میں خرابی ہوتی ہے۔

☆......انسان کی سوچ کا ایک بنیادی مرکز ماتھے کے پیچھے فرنٹ سائیڈ پر ہے۔ چونکہ سارے خیالات کا تعلّق وہاں آکر بنتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ماتھے کو سجدے میں جھکانے کا حکم فرمایا......واہ میرے مولا!...... جہاں سوچوں کا مرکز ہے اس کو جھکاؤ اللہ کے سامنے کہ اے اللہ! میری سب سوچیں تیرے

قدموں پر قربان۔

☆......جیسے انسان کی شکل ہے ہو بہو اسی طرح کی شکل انسان کے دماغ کے اندر بھی ہے۔مگر فرق یہ ہے کہ انسان کے ظاہری اعضاء کی ساخت اور ان کا قد و قامت اور ہے اور دماغ میں ان کی قد و قامت اور ہے۔مثلاً دماغ کے اندر ہاتھ بھی بنے ہوتے ہیں، پاؤں بھی بنے ہوتے ہیں مگر چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔عجیب بات یہ ہے کہ زبان کا سائز بہت بڑا ہوتا ہے......وجہ کیا ہے؟......وجہ یہ ہے کہ جس عضو کو کنٹرول کرنے کے لئے جتنے زیادہ سگنل بھیجنے کی ضرورت تھی اتنا ہی بڑا اس کو ایریا چاہیے تھا۔اب ہاتھ ہلانے کے لئے تو اتنے بڑے ایریا کی ضرورت نہیں ہے لیکن زبان......توبہ، توبہ......جب بندہ ٹرٹر کر رہا ہوتا ہے تو الفاظ بہت ہی تیزی نکل رہے ہوتے ہیں اور اس وقت زبان ۲۶ جگہوں پر لگ رہی ہوتی ہے۔

☆......آج کے زمانے میں دماغ کے آپریشن بڑی کامیابی کے ساتھ کئے جا رہے ہیں۔حالانکہ یہ اتنا نازک سا عضو ہے کہ اگر اس کو کوئی چھو لے تو بہت جلدی اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے مگر آج کے انسان نے نیوروسرجری کے اندر دماغ کے آپریشن بھی کر دیئے ہیں۔وہ دماغ سے گلٹی اور رسولی وغیرہ نکال دیتے ہیں۔اگر ایک آدمی کے جسم پر رعشہ طاری ہو جائے تو اس کے دماغ کے اس حصے کو نکال کر ٹرانسپلانٹ کر دیتے ہیں اور اس کا رعشہ ختم ہو جاتا ہے۔

دماغ میں انفارمیشنز کیسے کی جاتی ہیں؟

دماغ کے بارے میں اس دور میں بہت ہی زیادہ ریسرچ ہو چکی ہے لیکن افسوس کہ اس ساری ریسرچ کا فائدہ آج کفار اٹھا رہے ہیں......یہ ایک علمی نکتہ ہے۔ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگوں کو یہ باتیں مشکل محسوس ہوں لیکن جو پڑھے لکھے سمجھدار لوگ ہیں، وہ اس نکتے کو سمجھیں گے تو حیران رہ جائیں اور تسلیم کریں گے

کہ واقعی ایسا ہی ہے۔

انسان کے دماغ کے اندر انفارمیشنز کے مختلف طریقے ہیں۔اس کی مثال کمپیوٹر کی سی ہے۔کمپیوٹر کے مختلف اِن پٹ ہوتے ہیں۔اس کے اندر کی بورڈ کے ذریعے اور ماؤس کے ذریعے انفارمیشنز چلی جاتی ہیں۔اس کے علاوہ ایک کمپیوٹر کو دوسرے کمپیوٹر کے ساتھ جوڑا جائے تب بھی انفارمیشنز دوسرے کمپیوٹر میں چلی جاتی ہیں۔اگر مشین لینگوئج کی کارڈ پنلچنگ مشین ہے،تو آپ کارڈ نکال دیں،ان کارڈز کے ذریعے بھی انفارمیشن چلی جائے گی۔تو ہارڈ ڈسک ایک ہی ہے مگر اس میں انفارمیشن جاننے کے کئی طریقے ہیں۔اسی طرح انسان کے دماغ میں جو انفارمیشنز جاتی ہیں،اس کے بھی مختلف طریقے ہیں۔مثال کے طور پر ہم جو دیکھتے ہیں اس دیکھنے کے ذریعے بھی دماغ میں انفارمیشن جاتی ہے،جو ہم سنتے ہیں اس سننے کے ذریعے بھی انفارمیشن چلی جاتی ہے،جو ہم سوچتے ہیں اس سوچ کے ذریعے بھی انفارمیشن چلی جاتی ہے،کسی چیز کو ہاتھ لگا کر چھوتے ہیں تو بھی انفارمیشن چلی جاتی ہے۔

اب ایک بات یہ بھی سمجھ لیجئے کہ کچھ انفارمیشنز ہم ارادتاً لیتے ہیں اور کچھ غیر ارادی طور پر بھی ہمیں مل جاتی ہیں۔مثال کے طور پر......

(ا)......آپ سفر کر رہے ہیں تو آپ نے ایک بورڈ دیکھا جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہاں سے لاہور کا فاصلہ پانچ سو کلومیٹر ہے۔آپ نے وہ بورڈ پڑھا اور آپ آگے چل پڑے۔آپ نے صرف فاصلہ دیکھنے کے لئے اس بورڈ پر نظر ڈالی تھی لیکن اور بھی بہت ساری انفارمیشنز خود بخود آ گئیں......وہ کیسے؟......وہ اس طرح کہ اگر بعد میں کوئی آپ سے پوچھے کہ آپ نے بورڈ کہاں دیکھا تھا تو آپ کہیں گے کہ دو کلومیٹر پہلے دیکھا تھا۔اگر کوئی پوچھے کہ اس کا سائز کتنا تھا تو آپ اس کو سوچ کر بتائیں گے کہ ہاں،وہ مجھے "8"×4 کا نظر آتا تھا۔اگر وہ پوچھے کہ لکھائی کا رنگ کیسا تھا تو آپ کہیں گے کہ جی وہ نیلا تھا۔اگر وہ کہے

کہ وہ کتنی اونچائی پر لگا ہوا تھا تو آپ سوچ کر بتائیں گے کہ وہ زمین سے تقریباً پندرہ فٹ اونچا لگا ہوا تھا۔اب جب آپ نے فاصلہ دیکھا تو اس وقت آپ کی نیت یہ سب چیزیں دیکھنے کی نہیں تھی بلکہ فقط فاصلہ معلوم کرنے کی نیت تھی، مگر دماغ ایسی چیز ہے کہ اس نے کتنی اور انفارمیشنز از خود حاصل کر لیں۔

(۲)......ایک اور مثال یوں سمجھئے کہ آپ گھوڑا کمرے میں لے جانا چاہتے ہیں۔آپ نے دروازہ کھولا مگر گھوڑے پر مکھیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔وہ بھی گھوڑے کے ساتھ خود بخود ہی اندر داخل ہو گئیں۔

اسی طرح جب انسان بعض معلومات لینے کا ارادہ کرتا ہے تو لاشعوری طور پر کئی اور معلومات اس کو خود بخود مل جاتی ہیں۔گویا کہ لاشعوری طور پر کتنی ہی معلومات اس کے دماغ میں زبردستی گھس جاتی ہیں۔یہ جو غیر شعوری طور پر معلومات دماغ میں گھس جاتی ہیں یہ بعض اوقات بڑی نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں اور ان کا انسان کے دماغ پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

چنانچہ سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں جب سات ماہ کا ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کے دماغ کے اندر انفارمیشنز جانا شروع ہو جاتی ہیں۔بچہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوا ہوتا کہ ماں جو کچھ سوچتی ہے، جو دیکھتی ہے اور جو بولتی ہے،اس کے اثرات اس کے دماغ میں جانا شروع ہو جاتے ہیں۔چنانچہ ہمارے فقہاء نے سینکڑوں سال پہلے لکھا کہ خاوند کی ڈیوٹی ہے کہ اگر اس کی بیوی حاملہ ہو تو وہ اس کو غمزدہ نہ ہونے دے بلکہ بچے والی عورت کا لحاظ کرے اور ہر ممکن کوشش کرے کہ یہ پریشان حال نہ ہو، کیونکہ اگر حاملہ عورت ذہنی طور پر پریشان ہوگی تو اس کا بچے پر بھی اثر پڑے گا۔

کہنے والے تو کہتے ہیں کہ ماں کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہوتی ہے لیکن اب بات سمجھ میں آئی کہ نہیں، ماں کی کوکھ بچے کا پہلا مدرسہ ہوتی ہے۔اس لئے ہمارے اکابر فرماتے تھے کہ جب کوئی عورت حاملہ ہو تو حرام کھانے سے اور دوسرے گناہوں سے پرہیز کرے اس لئے کہ ان اعمال کے برے اثرات اسکے

بچے پر بھی مرتب ہو سکتے ہیں۔ اگر ماں کی سوچ اچھی اور نیکی والی ہوگی تو بچے پر بھی اس کے اچھے اثرات پڑیں گے۔

شریعت نے کہا کہ ماں باپ کو چاہیے کہ اگر بچہ چھوٹا بھی ہو تو اس کے سامنے بھی کوئی ایسی ویسی بات اور حرکت نہ کریں......کیوں؟......اس لئے کہ اگر چہ وہ کم عمری کی وجہ سے سوچ نہیں رکھتا مگر وہ دیکھ تو رہا ہے۔ دیکھنے کی وجہ سے اس کے دماغ میں جا کر جو کچھ ثبت ہو رہا ہے، جب یہ بڑا ہوگا تو پھر اس کو اس خیال کا Analysis (تجزیہ) کرنا خود بخود آجائے گا۔ گویا شریعت نے حیا سکھائی کہ اگر میاں بیوی آپس میں میل ملاپ بھی کرنا چاہتے ہیں تو بچہ چھوٹا بھی ہو تو پردہ کریں۔ آج کل تو ایسی بے وقوفی ہے کہ ہم چلتے پھرتے بچوں کو بھی چھوٹا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا کیا ہے۔ نہ تو بچہ بول سکتا ہے اور نہ ہی کچھ کہہ سکتا ہے لیکن بچہ جو کچھ دیکھ رہا ہے اس منظر کی وجہ سے اس بچے کے دماغ میں پتہ نہیں کیا کیا انفارمیشنز جا رہی ہوتی ہیں۔ اسی لئے ایسے بچے بے حیا بنتے ہیں۔ ماں باپ بچپن میں ہی ان کے حیا کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔ پھر روتے پھرتے ہیں کہ بیٹی عجیب نکل آئی، بیٹے نے ناک کٹوا دی۔ وہ بیٹے اور بیٹی نے ناک نہیں کٹوائی، وہ ناک تو اس وقت کٹی تھی جب ان کے سامنے آپ نے فحش حرکات کی تھیں، اس وقت آپ نے شریعت کا خیال کیوں نہ رکھا۔

میوزک......کفار کا ایک مہلک ترین ہتھیار:

جب سائنسدانوں کے سامنے اس بات کی حقیقت کھلی کہ فلاں فلاں طریقے سے انسان کا دماغ انفارمیشنز قبول کرتا ہے تو انہوں نے اس بات پر محنت کی کہ ہم دوسرے بندے کے دماغ میں اپنی مرضی کی بات کیسے ڈالیں کہ اس کو پتہ بھی نہ چلے۔ چنانچہ اس پر بہت زیادہ کام کیا گیا۔ بالخصوص کفار نے اس پر بڑا کام کیا کہ ہم کس طرح دنیا کے لوگوں کی سوچ کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔ دن رات

کی ریسرچ کے بعد ان کو اس کا بہترین طریقہ ’’میوزک‘‘ کی شکل میں نظر آیا۔گویا انہیں مسلمانوں کی دینی غیرت کا جنازہ نکالنے کا یہ سب سے بڑا ہتھیار نظر آیا۔

میوزک سنتے وقت کیا ہوتا ہے؟ جب انسان میوزک کی آواز اور ساز سن رہا ہوتا ہے تو یہ میوزک انسان کے دماغ میں الیکٹریکل سگنلز کی شکل میں جا کر تیز ہو جاتا ہے۔اس کو کمپیوٹر میں الیکٹریکل سگنلز کی شکل میں دیکھا جا سکتا ہے۔چنانچہ آج کل جو بیانات کیئے جاتے ہیں،ان کی کیسٹ کو سی ڈی بنا کر کمپیوٹر میں بھر دیتے ہیں اور وہ اس کو Wave form (لہروں کی شکل) میں دیکھ لیتے ہیں۔ہوتا تو وہ بیان ہے مگر کمپیوٹر سکرین پر وہ لہروں کی شکل میں نظر آرہا ہوتا ہے اور اس میں جہاں جہاں سپیکر کا شور یا انسان کی کھانسی کی آواز ہوتی ہے وہ سب نظر آرہی ہوتی ہے۔کمپیوٹر پر اس شور کو ختم کر دیتے ہیں۔جب اس شور کو ختم کرتے ہیں تو اتنی صاف آواز سے بات ہوتی ہے کہ سننے والا سمجھتا ہے کہ شاید اس سے تو زیادہ اچھی آواز ہی کوئی نہیں ہے۔اسی طرح آواز کو کم یا زیادہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

آپ حیران ہوں گے کہ ہم نے ایک مشین دیکھی تو اس مشین والے نے مجھے کہا،جی! آپ کچھ بولیں ،میں نے کچھ الفاظ بولے اور اس نے ان کو ریکارڈ کر لیا۔پھر اس نے اس مشین میں تھوڑی سی ایڈجسٹمنٹ چینج کر کے مجھے کہا،جی آپ اب اپنی آواز سنیں۔میں نے جب سنا تو وہ ہو بہو اس عاجز کے وہی الفاظ تھے مگر اب کوئی عورت بول رہی تھی۔یہ سن کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی کیونکہ ابھی تو یہ الفاظ میں نے کہے تھے۔

آواز کی پہچان کرنا کمپیوٹر کے لئے اب بائیں ہاتھ کا کھیل بن گیا ہے۔آپ کسی آدمی کی آواز ریکارڈ کر کے کمپیوٹر میں بھر لیں تو کمپیوٹر دیکھ لے گا کہ اس کے حروف کیسے ادا ہوتے ہیں یعنی اس کا لہجہ کیسا ہے، جب کمپیوٹر کسی کے لہجے کو معلوم کر لیتا ہے تو اب وہ کسی بھی لفظ کو اس کے لہجے میں پیش کر سکتا ہے۔آپ

نے ایک بات کہی بھی نہیں ہوگی اور آپ کا پورا بیان اسی کے اوپر مل جائے گا۔ آپ کو پتہ بھی نہیں ہوگا اور اپنی مرضی کے الفاظ آپ ہی کے لہجے میں پیش کر دیئے جائیں گے۔ اسی لئے ٹیلیفون پر بات چیت کرتے ہوئے کمپیوٹر خود بخود کچھ لوگوں کی باتوں کو بیان کرتا چلا جاتا ہے...... کیوں؟...... اس لئے کہ انہوں نے کمپیوٹر میں اس کے لہجے کو بھر دیا کہ یہ بندہ جب بھی بات کرے تو تم نے اس کی آواز کو محفوظ کر لینا ہے۔ چنانچہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن پر لوگوں کی نظر ہوتی ہے اور ان کی ہر بات ہر وقت ٹیپ ہو رہی ہوتی ہے۔ پوری دنیا میں وہ جہاں بھی گفتگو کریں گے ان کے لہجے کو پہچانتے ہی کمپیوٹر اس کو محفوظ کرنا شروع کر دے گا۔

جس طرح ہماری آواز کمپیوٹر کے اندر جا کر بجلی کی لہروں کی شکل اختیار کر لیتی ہے اسی طرح میوزک بھی لہروں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چنانچہ اگر سکرین پر دیکھیں تو وہ بھی آپ کو لہروں کی شکل میں نظر آئے گی۔ پھر ان لہروں کی شکل میں لا کر انہوں نے اس کے فارمولے بنا دیئے۔ گویا اب یہ Mathmatical (ریاضیاتی) چیز بن گئی۔ یاد رکھیں کہ آج کل کی میوزک میں فقط دو چار آلاتِ موسیقی استعمال نہیں ہوتے بلکہ پتہ نہیں کہ اس کے پیچھے کتنا علم موجود ہے۔ پی ایچ ڈی ڈاکٹر کمپیوٹر پر بیٹھ کر میوزک کے فارمولے لکھ رہے ہوتے ہیں۔ وہ اس فارمولا کو ایلگو رتھم کہتے ہیں۔ سائنس پڑھے لکھے لوگ یہ بات آسانی سے سمجھ لیں گے۔ جب وہ ایلگو رتھم چل رہے ہوتے ہیں تو اس پر میوزک کی ٹون اور اونچ نیچ کنٹرول ہو رہی ہوتی ہے۔

اب اگلی بات سنئے جو آج میں سمجھانا چاہتا تھا......

جب موسیقی سکرین کے اوپر لہروں کی شکل میں آگئی تو اب انہوں نے سوچا کہ ہم اس کے ذریعے انسانوں کی دماغ میں اپنی بات کیسے بھر سکتے ہیں۔ گویا انہوں نے گھوڑے کے اوپر مکھی بٹھا دی کہ

گھوڑے کے لئے تو دروازہ یہ کھولیں گے اور مکھی ہماری چلی جائے گی۔نو جوان تو میوزک سننے کے لئے بیٹھتے ہیں مگر ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ لاشعوری طور پر ان کے دماغ میں کیا کیا پیغام پہنچ رہا ہوتا ہے۔وہ اس وقت اس کو محسوس نہیں کر رہے ہوتے۔وہ سمجھ تو نہیں رہے ہوتے لیکن ان کا دماغ، جسے وہ پیغام پہنچ رہا ہوتا ہے ویسے بن رہا ہوتا ہے۔اس پیغام کو سائنس کی زبان میں Back track (بیک ٹریک) کہتے ہیں۔سننے والا تو موسیقی سن رہا ہوتا ہے مگر Back track پر اس کو کوئی پیغام دیا جا رہا ہوتا ہے...... خیر! انہوں نے Back track کے کئی تجربات کئے۔مثال کے طور پر......

☆......انہوں نے اس کا پہلا تجربہ یہ کیا کہ ایک گانا بنایا اور اس کی موسیقی میں Back track کا یہ پروگرام بھرا۔

Hate your mom............ماں سے نفرت کرو۔

Hate your mom............ماں سے نفرت کرو۔

Hate your mom............ماں سے نفرت کرو۔

انہوں نے باقاعدہ تجربہ کیا کہ جو لوگ اس گانے کو پسند کرتے تھے وہ اپنی والدہ سے نفرت کرنا شروع کر دیتے تھے۔کیونکہ جب گانا پسند کرنے والے کوئی گانا پسند کرتے ہیں تو وہ اسے ایک دفعہ نہیں سنتے بلکہ اسے سینکڑوں دفعہ سنتے ہیں۔گاڑی میں بھی سن رہے ہوتے ہیں، ٹی۔وی میں بھی سن رہے ہوتے ہیں ،ٹیپ میں بھی سن رہے ہوتے ہیں، سیر کرتے ہوئے بھی سن رہے ہوتے ہیں، ان کے کانوں کے ساتھ ہر وقت واک مین لگا ہوتا ہے۔اس طرح سینکڑوں دفعہ پیغام جا رہا ہوتا ہے اور ان کے دماغ میں اچھی طرح ثبت ہو رہا ہوتا ہے۔

☆......جب انہوں نے ہزاروں لوگوں میں اس بات کا کامیاب تجربہ کیا تو اب انہوں نے اس کا اگلا

کنفرمیٹری ٹیسٹ یہ کیا کہ ایک Hit قسم کا گانا جیسے لوگ نارملی پسند کرتے ہیں اس کی میوزک کے بیک ٹریک پر انہوں نے یہ پیغام دیا:

Kill your dad.................باپ کو قتل کرو۔

Kill your dad.................باپ کو قتل کرو۔

Kill your dad.................باپ کو قتل کرو۔

اس میوزک سے ان کو رپورٹیں ملیں کہ کتنے ہی نوجوانوں نے اپنے باپ کو قتل کر دیا اور بہت سے ایسے تھے جو ڈاکٹر کے پاس گئے کہ باپ کے قتل کرنے کی خواہش میرے دل میں پیدا ہو رہی ہے۔

☆......جب ان کے یہ پیغام کامیابی کے ساتھ دوسرے بندوں کے ذہنوں میں بیٹھنا شروع ہو گئے تو یہ ایک نئی چیز بن گئی۔ پھر کفار نے اس کو اپنی تبلیغ کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔چنانچہ کچھ ایسے گانے ہیں جن کے بیک ٹریک پر ہے:

There is no God.................خدا نہیں ہے۔

There is no God.................خدا نہیں ہے۔

There is no God.................خدا نہیں ہے۔

اب اس گانے کو سننے والا عام طور پر دین سے بیزار ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں دین کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

☆......ایک گانے کے بیک ٹریک پر انہوں نے یہ پیغام دیا:

Worship the devil...........شیطان کی پوجا کرو۔

Worship the devil...........شیطان کی پوجا کرو۔

Worship the devil. ....شیطان کی پوجا کرو۔

☆......ایک گانا ہے، میں اس بندے کا نام نہیں لینا چاہتا جس نے گایا، ان منحوسوں کے نام مسجد میں بیٹھ کے کیا لینے، لیکن ایک ایسی آواز تھی جسے دنیا پسند کرتی تھی۔ اس کے بیک ٹریک پر انہوں نے یہ پیغام دیا:

I am Satan. ....میں شیطان ہوں۔

I am Satan. ....میں شیطان ہوں۔

I am Satan. ....میں شیطان ہوں۔

چنانچہ اس وقت ایک بڑے ملک میں، جس کا نام آپ سمجھ گئے ہوں گے، نوجوانوں کی ایک بڑی جماعت ہے جو اپنے آپ کو شیطان کہلوا کر خوش ہوتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو کہتے ہیں کہ ہم شیطان ہیں۔

جب انہوں نے دیکھ لیا کہ ہمارے پیغام آسانی سے دوسرے بندے کے دماغ میں جا کر بیٹھ رہے ہیں اور وہ ہماری بات قبول کر رہے ہیں تو ان کو تو یہ کام بڑا آسان نظر آیا کہ ہم پوری دنیا کی سوچ اپنی سوچ کے مطابق کر سکتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے طریقہ یہ بنایا کہ میوزک کو ہر چیز میں داخل کر دو۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ یہ پروگرام سنتے ہیں اور ان کو ہر چیز کے بیک گراؤنڈ میں میوزک سنائی دیتی ہے۔ اب تو ایسا بھی ہو گیا ہے کہ اب نعتوں کے بیک گراؤنڈ میں بھی میوزک شروع ہو گئی ہے۔ ٹی۔ وی پر کلمہ طیبہ کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے اور اس کے بیک گراؤنڈ پر میوزک آ رہی ہوتی ہے۔ سیل فون کی بیل دیکھو تو اس میں میوزک ہے اور ایسی ایسی میوزک آ گئی ہے جو مسجدوں میں بھی آج کل بج رہی ہے، بیت اللہ کا طواف کر رہے ہوتے ہیں اور میوزک بج رہی ہوتی ہے۔ کھڑے نماز میں ہوتے ہیں اور اس دوران صف میں سے کسی کا سیل فون بج رہا ہوتا ہے اور اس کے ذریعے سے میوزک آ رہی ہوتی ہے، کوئی مسلمان نوجوان ایسا نہیں جس کے دل میں یہ تمنا ہو کہ میں ریسرچ کر کے اس کو السّلام علیکم کی آواز میں تبدیل کر دوں تا

کہ جب بھی فون کی بیل آئے تو وہ اونچی آواز سے السّلام علیکم، السّلام علیکم کہنا شروع کر دے۔ تو پوری دنیا میں دیندار لوگوں کو دین سے ہٹانے کا یہ کام وہی ایک دماغ کر رہا ہے۔ لیکن قربان جائیں نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بصیرت پر کہ محبوب ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ہی فرما دیا تھا کہ میں ''مزامیر'' یعنی موسیقی کے آلات کو توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

ایک وقت تھا کہ جب موسیقی فقط کانوں کی لذت تھی مگر آج کانوں کی لذت نہیں بلکہ دین کا خسارہ اور ایمان کے ضائع ہونے کا سبب ہے۔ لہٰذا پہلے کی نسبت آج کی موسیقی بہت ہی زیادہ نقصان دہ ہے۔

وڈیو گیمز کے ذریعے کفار کی کوششیں:

اگر آپ چھوٹے بچوں کو کھیلنے کے لئے کوئی پروگرام لا کر دیں کہ جی یہ **Lion king** کا پروگرام ہے، ذرا اس کو کمپیوٹر سکرین پر بیٹھ کر دیکھ لیں۔ اس **Lion king** کے اوپر میوزک چل رہی ہوتی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس میوزک کا دماغ پر ایسا اثر ڈالتے ہیں کہ جو بندہ اس کو ایک دفعہ سن لیتا ہے وہ اس کا عادی بن جاتا ہے اور ہرگز پیچھے نہیں ہٹتا۔

آپ ذرا غور کریں کہ جب وہ بچوں کے وڈیو گیم کا ایک پروگرام بناتے ہیں تو اس پر تین تین سو پی۔ایچ۔ڈی ڈاکٹر، میڈیکل ڈاکٹر اور نیورو سرجن کام کر رہے ہوتے ہیں۔ انسان حیران ہوتا ہے کہ بھئی بچوں کا ایک پروگرام ہی تو بنانا ہے مگر اتنی بڑی فوج کی کیا ضرورت ہے؟ دراصل وہ فوج ہر ہر زاویے سے دیکھ رہی ہوتی ہے کہ ہم اس پروگرام کو ایسا بنائیں کہ کھیلنے والا بچہ بس ایک دفعہ بیٹھ جائے تو اٹھنے کو اس کا دل ہی نہ کرے۔

جب بچہ وڈیو گیم کھیلتا ہے تو اس کی آنکھیں بھی مصروف ہوتی ہیں، دماغ بھی مصروف ہوتا ہے، کان بھی مصروف ہوتے ہیں اور اس کے دونوں ہاتھ بھی مصروف ہوتے ہیں۔ بلکہ اب تو **Virtual**

reality کی ایسی گیمز آ چکی ہیں کہ ان میں پاؤں بھی حرکت کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک بچے کو ہم نے دیکھا کہ وہ کھیلنے بیٹھا تو نو گھنٹے کھیلنے کے بعد بھی وہ کہتا تھا کہ مجھے اس سے نہ اٹھایا جائے بس میں کھیلتا ہی رہوں۔ کیا مصیبت ہے، کیا دلچسپی کر دی گئی کہ بچہ رات کو نو گھنٹے بیٹھا رہا اور اس کے اعضاء تھکے ہی نہیں تھے۔ ابھی بھی وہ چاہتا تھا کہ امی مجھے سکول نہ بھیجے اور میں اسی پر بیٹھا کھیلتا رہوں۔ اس کے دماغ کو اس طرح کنٹرول کر لیا گیا۔ اتنی دلچسپی پیدا کر دی گئی کہ نہ اس کو کھانے کی پروا، نہ اس کو پینے کی پروا، نہ اس کو پڑھنے کی پروا اور نہ ہی اسے کسی اور کام کی پروا رہی۔

سوچنے کا مقام:

اب سوچنے کا مقام یہ ہے کہ بیٹے ہمارے ہیں اور ہم ان کو پالتے ہیں مگر ان کی میوزک سن کر وہ دماغی طور پر ان کے بن جاتے ہیں۔ اس ایک بات کو ذہن میں رکھنا کہ جو نوجوان گانوں کا شوقین ہو وہ قدرتی طور پر فرنگی تہذیب کا دلدادہ بن جاتا ہے۔ آپ اس کا تجربہ کر لیں۔ وہ نوجوان تو کہتا ہے کہ جی میں تو بس ذرا سا سنتا ہوں۔ جی ہاں! وہ جوٹوں ٹوں کی شکل میں گانے سن رہا ہے، ان گانوں کی وجہ سے وہ اسلام سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے اور فرنگی تہذیب سے محبّت کرنے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کو کتنے لوگ ایسے ملیں گے کہ آپ ذرا ان کے سامنے فرنگی تہذیب کے خلاف بات تو کر کے دیکھیں، وہ تڑپیں گے کہ بات ہی کیوں کی۔ عجیب بات یہ ہے کہ ان کو دینداری سے قدرتی طور پر نفرت ہو جاتی ہے۔ ان کو دینی وضع قطع اچھی نہیں لگتی، دیندار اچھے نہیں لگتے۔ جی، تمہیں کوئی تکلیف ہے تو بتاؤ۔ جی، تکلیف بھی کوئی نہیں۔ تو پھر نفرت کیوں ہے؟ کہتے ہیں کہ سمجھ نہیں آتی۔ دراصل اس میوزک کے ذریعے ان کے دماغ میں دین اور دینداری کی نفرت ڈال دی جاتی ہے۔

آج ہم نے اپنے گھروں میں ٹی۔ وی اور ریڈیو لا کر رکھ دیئے ہیں اور ہماری عورتیں اور بچے گھروں کے

اندر میوزک سن رہے ہوتے ہیں اور ہمیں پتہ تک نہیں ہوتا کہ اس میوزک کے ذریعے ہمارے بیوی بچے بے دین بن رہے ہوتے ہیں۔...... سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے...... نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کہ موسیقی کے سننے سے دل میں زنا کا خیال اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح بارش کے برسنے سے زمین میں کھیتی پیدا ہو جاتی ہے۔ خاوند تو دفتر میں چلا جاتا ہے اور بیوی ٹی وی آن کر دیتی ہے۔ اب وہ بیچاری سارا دن اس کے اوپر ٹُوں ٹُوں سن رہی ہوتی ہے۔ آپ خود سوچیں کہ اس کی سوچ کتنی پاک بن چکی ہوگی۔ آج تو بیٹوں اور بیٹیوں کے کمروں میں الگ الگ ٹی۔وی رکھوائے ہوئے ہوتے ہیں۔

یہاں فرق دیکھئے کہ جو خیر کی بات کر کے ان کو دین کی طرف بلانا چاہتے ہیں وہ تو زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں کہ وہ مسجد سے نکل کر گشت کرتے ہوئے آ کر ان کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں۔ اب ان کی مرضی کہ کھولیں یا نہ کھولیں، بات سنیں یا نہ سنیں۔ وہ بات بھی کریں گے تو صرف مردوں سے کریں گے، عورتوں سے تو کریں گے ہی نہیں۔ تو خیر کا کام کرنے والوں کے لئے تو ایک Limitation (حد) مقرر ہے مگر کفر کو دیکھئے کہ سکرین آن کرتے ہیں اور اس کو بیڈروم تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے اور بیڈروم میں بیٹھی جوان لڑکی سکرین پر ان کا پیغام سن رہی ہوتی ہے۔ تو برائی کا پیغام پہنچانے والوں کو بیڈروم تک رسائی حاصل ہے اور خیر کا کام کرنے والوں کے لئے باہر کے دروازے بھی بند ہیں۔ ہم کہتے تو ہیں کہ بھئی برائی پھیل رہی ہے لیکن بھئی برائی پھیلنے کے یہ ظاہری اسباب بھی تو ہیں نا۔

اگر آج کسی گھر میں کوئی نوجوان کہہ دے کہ امی! مجھے گھر میں ٹی وی نہیں چاہیے تو ایک طوفان اور ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے۔ ایسی جنگ شروع ہو جاتی ہے کہ نہ پوچھو۔ یہ ٹی وی ایمان کے لئے ٹی بی ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ ہم نے گھر میں شیطان کی ایک بریگیڈ فوج بلا کر بٹھائی ہوئی ہے۔ تو پھر کیا گلا کہ بچے پڑھتے نہیں،

توجہ نہیں دیتے، ماں باپ کے فرمانبردار نہیں بنتے، نماز نہیں پڑھتے۔ پھر شکوے کرتے ہیں کہ جی بچہ ہر وقت سویا رہتا ہے۔ جی ہاں، جو ساری رات میوزک سنے گا وہ سارا دن سوئے گا نہیں تو اور کیا کرے گا۔ پہلے زمانے میں بھی میوزک حرام تھا مگر اس وقت اس کا نقصان یہ تھا کہ یہ کانوں کی لذت۔ اب کفر کی دنیا اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ ہم ان مسلمانوں کے ساتھ جو مرضی کر لیں، یہ وقتی طور پر ہم سے ناراض بھی ہو جائیں، ہمیں برا بھی کہیں، ہمیں ظالم بھی کہیں، لیکن ہم نے پھر بھی میوزک کے ذریعے ان کے دل میں اپنی محبّت ڈال دینی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اس میوزک سے اپنی جان چھڑائیں، اپنے گھروں کو پاک کریں اور اپنے معصوم بچوں کو اس مصیبت سے بچائیں۔ ورنہ یہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اور بچیاں جب اس میوزک کو سنیں گی تو پتہ نہیں کہ ان کے دماغ کی کیا حالت ہوگی۔

اگر آپ کمپیوٹر سکرین پر اپنے بچوں کو پروگرام (گیمز) کھیلنے کی اجازت دیتے ہیں تو ان گیمز کی خود ایڈیٹنگ کیجئے۔ میوزک کے بغیر بھی تو گیمز ہو سکتی ہیں۔ آج کل تو یہ چیز گھروں کے لئے انتہائی ضروری ہوگئی ہے۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ اولاد نہ تعلیم حاصل کر سکے گی، نہ آپ کی فرمانبردار بنے گی، نہ دیندار بنے گی بلکہ اس کو اپنی شہوتوں اور مستیوں سے ہی فرصت نہیں ملے گی۔

ہر دور کے چیلنجز مختلف ہوتے ہیں۔ آج کے اس دور میں کفر نے سائنسی ریسرچ کے ذریعے حملوں کے طریقے بدل لئے ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنے ایمان کا دفاع اسی طرح سے کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں سمجھ عطا فرمائے تاکہ ہم اپنے اور اپنی اولاد کے ایمان کی حفاظت کر سکیں۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ